خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 104

Track 1

Time 01:02:37

١۔خواب اور حقیقت

... بسم اللہ

ابھی جیسا کہ آپ نے امام صاحب کی تقریر میں سنا کہ قر بانی حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی سنت اور حضرت اسمائیل کی وہ طرز فکر ہے کہ جس طرز فکر میں یہ بات شامل ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو چا ہے توآدمی اس کو صبرو تحمل کے ساتھ قبول کر ے ۔ساتھ ساتھ حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کے اس واقعہ میں جو بات بہت زیادہ اہم ہے وہ خواب ہے کہ حضرت ابرا ہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا خوا دیکھنے کے بعد حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کے ذہن میں یہ بات بھی آسکتی تھی کہ یہ تو خواب کی بات ہے اس پر کیا عمل کر نا ہے تو اللہ تعالیٰ اس واقعہ میں خواب کی اہمیت کو بھی بیان فرما رہے ہیں ۔ خوابوں کا سلسلہ اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میںموجود ہے مثلاً حضرت یو سف علیہ السلام چھوٹے سے تھے انہوں نے خواب دیکھا کیا چا ند سورج اور ستارے سیا رے مجھے سجدہ کر رہے ہیں وہ خواب انہوں نے اپنے والد حضرت یقوب علیہ السلام کے سپر د گزار کیاحضرت یقوب علیہ السلام نے اپنے لخت جگر یو سف علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ خواب اپنے بھا ئیوں کے سامنے بیان نہ کر نا ۔بھا ئیوں کو جس طرح بھی ہوا معلوم ہو گیا اور بھا ئیوں کو اس بات کا بھی علم ہو گیا کہ حضرت یقوب علیہ السلام نے حضرت یو سف علیہ السلام سے فرما یا کہ تیرا رب تجھے بھا ئیوں کے سامنے اور دنیا کے سامنے ممتاز کر ے گا پھر وہ آگے کا واقعہ کہ بھا ئی لے گئے کنواں میں ڈال دیا ور باپ کے سامنے اس کے کپڑے خون میں لت پت کر کے پیش کر دئیے حضرت یو سف علیہ ا لسلام کو بھیڑ یا کھا گیا پھر وہاں کنواں میں کنواں کے قریب سے ایک قافلہ گزرااس قافلہ نے حضرت یو سف علیہ السلام کو کنواں میں سے نکال لیا اور جا کر فرو خت کر دیا اور پھر وہ با دشاہ بن گئے حدیث مصفرینہ ان کی جب رسائی ہو ئی تو ذولخاں ان پر عاشق ہو گئی جو قرآن نے پو را قصہ بیان کیاوہ پر قید ہو گئے قید کے عالم میں بھی دو خوابوں کا تذکر ہ پھر ہوا ایک وہاں ساقی تھا ایک نان بائی تھا ساقی نے خواب دیکھا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں اور اس کا رس با دشاہ کو پلا رہا ہوں نان با ئی نے خواب میں دیکھا کہ میرے سر پر ایک تباک ہے اور اس میں روٹیاں ہیں اور چیل کوئے اسے کھا رہے ہیں ۔حضرت یو سف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر

بیان کی کہ جو انگو ر نچوڑ رہا ہے وہ بری کر دیا جا ئے گا ۔اور جس نے یہ دیکھا
کہی چیل کوئے اس کے سر پر سے رو ٹیاں کھا رہے ہیں اسے پھا نسی دی جا ئے
گی ۔اسی دو ران با دشاہ نے ایک خواب دیکھا ساتھ دبلی گا ئے ہیں ساتھ مو ٹی
گا ئے ہیں ،ساتھ خشک گندم کی بالیں ہیں ،ساتھ ہر ی گندم کی با لیں ہیں ۔
دبلی گا ئے مو ٹی گا ئیوں کو کھا رہی ہیں ، خشک گندم کی بالیں ہر ی گندم کی
با لیوں کو کھا رہی ہیںبا دشا ہ نے یہ خواب دیکھا تو دربار میں جتنے بھی قائم تھے
اس دربار میں جتنے بھی علماء تھی دانش ور تھے ان سب کو اکٹھا کیا اور کہا کہ
بھئی میں نے یہ خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر بتا ئو ۔تو سب نے بڑا اتفاق ملا اور
یہ کہا کہ یہ خواب نہیں ہے یہ پر یشان خیالی ہے لیکن با دشاہ وکا س تعبیر
سے اطمینان نہیں ہوا جیسے حضرت یو سف علیہ السلام نے بتا یا تھا کہ ساقی
کو رہا ئی مل جا ئے گی ساقی رہا ہو نے کے بعد دو با رہ دربار میں آگیاجب اسے
اس بات کا علم ہوا کہ با دشاہ نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر کے لئے بے
چین ہے اور درباریوں نے اس کو پریشان خیالی کانام دیا ہے تو ساقی نے کہا ایک
مر د بزرگ ہیں جیل میں وہ خواب کی تعبیر کا علم جا نتے ہیں بادشاہ نے انہیں
بلا یا با دشاہ نے جیل میں خواب کی تعبیر میں جورجوع کیا حضرت یو سف علیہ
السلام سے حضرت یو سف علیہ السلام نے فرمایا کہ ملک میں ساتھ سال خوب
کھیتی با ڑی ہو گی اور ساتھ سال شدید کہر پڑے گا ۔با دشاہ کیوں کہ پر یشان
تھا اور خواب کی تعبیر جا نے کے لئے بے قرار تھایہ تعبیر سن کر اسے قرار آیا
اوراسے اس بات کا یقین آگیا کہ ایسا ہی ہے اور ایسا ہی ہوا حضرت یو سف
علیہ السلام کی رہا ئی کے بعد با دشاہ نے ملک کا انتظام ان کے سپر د کر دیا
ساتھ سال تک خوب کھیتی با ڑی ہو ئی ساتھ سال تک جو کھیتی با ڑی ہو ئی
اس کا انتظام حضرت یو سف علیہ السلام نے یہ کیا کہ اس کو ذخیرہ کیا جا ئے با
لوں میں یعنی جوں کو الگ کیا جا ئے اس طرح کہ مزید جو آئندہ ساتھ سال آنے
والے ہیں ان میں وہ ذخیرہ شدہ کر نے کو اس طرح استعمال کیا جا ئیکہ اللہ
کی مخلوق بھو کی نہ مرے اور پر یشان نہ ہوتا ریخ بتاتی ہے بلکہ حضور قلندر با
با اولیا ء نے اس بات کو ظاہر فرما یا ہے کہ یہ جو آرام و یہ حضرت یو سف
علیہ السلام کے بنا ئے ہو ئے ہیں اور حضرت یو سف علیہ السلام نے گیہوں کو
ذخیرہ کر نے کے لئے اس قسم کی عمارتیںبنا ئی تھیںکہ جس میں گیہوں خراب نہ
ہو یا جو چیز بھی رکھی جا ئے خراب نہ ہو آج بھی یہی ہے جو پرا میٹ کے با رے
میں بتا یا جا تا ہے ہم نے بھی یہاں مرا قبہ ہال میں چھو ٹا سا پرامیٹ بنا یا تھا
اس میں ہم نے یہ دیکھا کہ کھا نا رکھ دیا وہ خراب نہیں ہوا یعنی اس کا جو اس
کا مطلب بلڈ رکھ دیا اس کی دھار خراب نہیں ہو ئی اس میں بیٹھ کر جب ہم
نے مرا قبہ کیاتو بہت زیادہ ذہنی یکسوئی ہو گئی تو یہ ایک زاویہ ہے اور زاویہ
سے یہ بنتا ہے بر حال یہ آرام مسل ہے اس کے بارے میں یہ کہا جا تا ہے حضرت
یو سف علیہ السلام کے بنا ئے ہو ئے ہیں ۔اس کے علاوہ ہم جب بئبل پڑھتے ہیتو
ریت یا انجیل پڑھتے ہیں یا آسمانی صحائف کی بات ہو تی ہے تو وہاں بھی

خوابوں کا تذکرہ موجود ہے ۔تو حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کے واقعہ میں
بنیادی بات یہ ہے کہ حضرت ابرا ہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنی
عزیز و جوان شئے اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں او ر اس خواب کو انہوں نے
حضرت اسمائیل کے سامنے جب بیان کیا تو حضرت ابرا ہیم علیہ السلام نے بھی
یہ بات نہیں فرما ئی کہ ابا جی یہ تو خواب کی بات ہے اس میں کو ئی بیٹے کو
کو ئی باپ ذبح کر تا ہے ۔حضرت اسمائیل علیہ السلام نے یہ کہا یہ جو بلا شبہ
جو کچھ آپ نے دیکھا ہے یہ اللہ کا حکم ہے اسے کر گزرئیے ۔اور آپ مجھے ثابت
قدم پا ئیں تو اس سے بھی اس بات کی نشا ندہی ہو تی ہے حضرت اسمائیل
علیہ السلام بھی خواب کی جزیے سے خواب کی اہمیت سے اور خواب کی حقیقت
سے واقف تھے ۔حضرت یو سف علیہ السلام حضرت یقو ب علیہ السلام ،حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی صفت اولادوں میں سے ہیں تو حضرت ابرا ہیم علیہ
السلام کا خواب پہلا خواب ہے نو ع انسانی کے لئے کہ جس کو خواب کو سن
کر ،پڑھ کر حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی را ئے کو سامنے رکھ کر۔حضرت
اسمائیل علیہ السلام کی سپرد راضا کو سامنے رکھ کر اس حقیقت سے پردہ
اٹھتا ہے تو انسان کی زندگی میں خواب کی وہی اہمیت ہے جس طرح انسان
زندگی میں بیداری میں ہے یہ دو سری بات ہے جب اس کی تعبیر ہو ئی خواب
کو دیکھنے کی تو اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ خواب ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس
سے کسی بھی طرح انکا ر نہیں ہے اور یہ بھی حقیقت واضع ہو تی ہے کہ خواب
ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی اشارات چھپے
ہو ئے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے بیٹے کی قربانی کردو تواس کا مطلب یہ ہوا
اس میں غیب سے خواب کے ذریعے ابرا ہیم علیہ السلام کو مطلعے کیا گیا کہ آپ
اپنے بیٹے کی اللہ کے لئے قربانی پیش کر دیں یا جان سے زیادہ عزیز جو سب سے
زیادہ عزیز شئے ہے اس کی قربانی کر دیں تو حضرت اسمائیل علیہ السلام
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بوڑھا پے میں پیدا ہو ئے تھے ۔سب جا نتے ہیں
حضرت سائرہ کی کو ئی اولاد ہی نہیں تھی یعنی ستر بہاتر سال کی عمر میں
حضرت اسمائیل علیہ السلام پیدا ہوئے ان سے زیادہ کون عزیز ہو سکتا ہے کس
کی اہمیت ہو سکتی ہے تو اس میں ایک طرف یہ ہے کہ جب پیغمبر کو ئی
خواب دیکھتے ہیں تو اس خواب کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خیالی
شئے ہے وہ ایک ایسی حقیقت ہے جیسے کو ئی بیداری میں حقیقت دیکھی جا ئے
بیداری میں کو ئی چیز دیکھی جا ئے یا بیداری میں کسی چیز کے کر نے کا حکم دیا
جا ئے حضرت ابرا ہیم علیہ السلام حضرت اسمائیل علیہ السلام بہت عرصے بعد
پھر یو سف علیہ السلام کا خواب سامنے آگیااس پر بھی اسی طرح تعبیر نکلی ہے
جس طرح حضرت یقوب علیہ السلام نے تعبیر دی کہ تمہا رے بھا ئی تمہیں
نقصان پہنچا ئیں گے ۔پھر یوسف علیہ السلام نے جو تعبیر عطا کی کہ ساتھ سال
کہر پڑے گا اور ساتھ سال شہاابی ہو گی یہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو پو را کر
دیا ہے ۔حضرت یو سف علیہ السلام کے واقعہ میں بہت زیادہ اہم بات یہ ہے کہ

حجرت یو سف علیہ السلام کے ساتھ ساتھ عام لو گوں کے بیان ہو ئے ہے مثلاً ایک
ساقی نے با دشاہ کے یہاں پینے پلا نے ہر معمور ہے اس کو آپ ایک عام ہی
آدمی کہہ گے نا ن با ئی وہ بھی ایک عام ہی آدمی ہے با دشاہ نے جو خواب
دیکھا وہ بھی ایک عام ہی ّٓآدمی ہے ہاں وہ پیغمبر ہے نہ اولیا ء اللہ ہے نہ کو ئی
رو حانی آدمی ہے اگر رو حا نی آدمی ہو تا تو وہ اپنے خواب کی تعبیر خود ہی
نکال لیتا اب یہ پتا چلا کہ انسانی زندگی کے دو رخ ہیں ایک رخ ظاہرہ رخ ہے
جیسے ہم چل رہے ہیں کھا رہے ہیں پی رہے ہیں یعنی جسمانی وجود کے ساتھ
جو زندگی گزر رہی ہے وہ ظا ہرہ زندگی ہے لیکن ساتھ ساتھ ہم یہ دیکھتے
ہیں کہ ظا ہر ہ زندگی کے علاوہ بھی ایک اور زندگی ہے جو مسلسل حرکت
میں ہے اور زندگی کے با رے میں ہم کچھ دیکھ نہیں پا تے اب کو ئی آدمی اس
بات سے انکا ر نہیں کر سکتا کہ اگر اس نے اندر روح نہ ہو یا اس کے اندر ایک
اور زندگی نہ ہو جس کوہم با طنی زندگی کہتے ہیں تو وہ ظاہرہ وجود میں
کسی بھی طرح حرکت کر تا ہے مثلا یہ آدمی مر گیا مر نے میں کیا ہوا مر نے میں
یہ ہوا کہ ظاہرہ زندگی کے ساتھ ساتھ جو با طنی اس کی زندگی ہے جو روح
تھی روح با طنی زندگی میں ظا ہرہ زندگی سے قطع تعلق ہے دو سری بات یہ
بھی س وچنی ہے کہ با طنی زندگی کے بغیر ظا ہری زندگی چلتی ہی نہیں ہے
ایسا نہیں ہوا مر دہ آدمی حرکت کر ے اگر مر دہ آدمی میں دو با رہ رو ح آجا ئے
تو پھر وہ زندہ ہو جا ئے گا پھر وہ کا م کر نے لگے گا تو ظا ہرہ زندگی یا مادی
زندگی تا بعہ ہے آپ کی رو حانی زندگی کے یہ بھی آپ کے سامنے ہے جو آدمی
پیدا ہو ادنیا میں ا س کے لئے لازم ہے کہ وہ ظا ہری زندگی میں بیدار ہو کر
اعمال و حرکات کر ے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ظا ہرہ زندگی کے اوپر با طنی
زندگی اس طرح غالب آجا ئے کہ ظا ہری زندگی میں قائم رہے لیکن ارادی اور
حر کات و سکنات ختم ہو جا ئے ہمثلاً ایک آدمی سو جا تا ہے س ونے کی حا لت
میں اس کا جسم بھی ہے ہا تھ پیر بھی ہیں سانس بھی ؤرہا ہے دل بھی چل
رہا ہے ہر چیز ظا ہرہ زندگی کی طرح ہے لیکن اسے کچھ پتا نہیں کہ وہ کیا کر
رہا ہے وہ کہتے ہے سو تا ہو مر ا برابر اللہ تعالیٰ بھی فرما تے ہیں وہ تمہا را
اللہ جو تمہیں آدھی موت کے بعد دو بارہ زندہ کر رہا ہےہ یعنی اللہ تعا لیٰ نے
نیند کی حا لت کو آدھی موت فرما یا ہے غور طلب بات یہ ہے کہ وہ آدھی موت
ہو یا پو ری موت ہو اس کا جو تعاون ہے وہ با طنی زندگی ہے ظا ہری زندگی
نہیں ہے انسان کی جو ظا ہرہ زندگی ہے جس میں ما دی جسم ہے کھا نا پیناشا
دی کر نا بیا ہ کر نا اولاد ہو نا کا رو بار کر نا ملا زمت کر نا چلنا پھر نا سو نا جا
گنا خوش ہو نا غمگین ہو نا کب ممکن ہے ؟کب ممکن ہے ؟...جی کب ممکن ہے
؟...جب رو ح اندر موجود ہے یعنی با طنی زندگی موجود ہے اگر با طنی زندگی
نہیں ہے اور ظا ہر ہ زندگی یعنی آدمی کا جسم موجود ہے مر دے کی طرح ہے
نہ کو ئی حر کت ہی نہیں ہو سکتی حر کت کو چھوڑیں کو ئی خواہش ہی
نہیں ہو سکتی آپ کو پیا س بھی نہیں لگے گی ، آپ کو بھوک بھی نہیں لگے

گی ، آپ کو گر می بھی نہیں لگے گی ، آپ کو پیا سردی بھی نہیں لگے گی ،آپ
محبت سے بھی واقف نہیں ہیں، نفرت سے بھی واقف نہیں ہیں ۔اگر اندر آپ
کی با طنی زندگی جو متحرک ہے تو آپ ظاہرہ زندگی میں زندہ ہیں اگر آپ کے
اندر با طنی زندگی متحرک نہیں ہے تو آپ

Dade body

ہیں لاش ہیں مرے ہو ئے ہیںاس کا مصنف اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ اس
جسم کو آپ قبر میںڈا ل آئیں یا جلا دیں یا کچھ کر دیں اس کا کو ئی مصنف نہیں
ہے آدمی اپنے پیٹ میں کہی سیر گندگی لئے پھر تے رہتا ہے ہکہی سے تا فن
نہیں اٹھتا لیکن جیسے ہی با طنی زندگی اس جسم سے اپنا رشتہ توڑتی ہے تو
آپ نے دیکھا ہو گا جب آدمی مو دہ ہو تا ہے تو پہلے وہی پھولنا شروع ہو جا تا
ہے پھر وہ پھٹ جا تا ہے اور تا فن کے علا وہ اس میں کچھ نہیں ہو تا جب تک با
طنی زندگی سے آپ کا رشتہ قائم ہے آپ کو مچھر کاٹتا ہے اس سے بھی آپ پر
یشان ہو جا تے ہیں چیونٹی کاٹتی ہے اس سے بھی آپ پر یشان ہو جا تے ہیں
لیکن ما دی وجود سے اگر با طنی وجود کا رشتہ ٹوٹ گیاتو آپ اس لا ش کے
ٹکڑے ٹکرے کرآئے اس کی طرف سے آپ کو ایک آہ بھی نہیں ملے گی سسکاتی
بھی نہیں بھر ے گا یہ کیا کرر ہے ہو اور اگر با طنی زندگی پچکی ہو ئی ہے ظا
ہرہ زندگی کے ساتھ تو آپ اس کو سوئی چبو ئیں پھر دیکھیں انگو ٹھے میں سو
ئی چبو ئیں تکلیف یہاں محسوس ہو گی تواصل انسان کی ظا ہرہ زندگی نہیں
ہے اصل انسان کی با طنی زندگی ہے اور با طنی زندگی کی وجہ سے ہی اس
کی جو ظا ہرہ زندگی ہے وہ اب با طنی زندگی کیا ہے ؟با طنی زندگی کو قرآن
نے آسمانی کتا بوں نے خواب نے حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کے خواب کی طرف
غور کر یں تو حضرت ابرا ہیم علیہ لسلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنی سب سے
زیادہ عزیز چیز کو قر بان کر رہے ہیں اس کا مطلب کیا ہوا اس کا مطلب یہ
ہواحضرت ابرا ہیم علیہ السلام نے اپنی با طنی زندگی کو دیکھا اپنی با طنی
زندگی میں خود کو عمل کر کے دیکھا اور وہ عمل انہوں نے کر دیکھا اب اسبا
طنی زندگی کی صنعت اس بات سے بھی قائم ہو تی ہے جب حضرت ابرا ہیم
علیہ السلام نے قربانی کر دی حضرت اسمائیل علیہ السلام کو ذبح کر دیا اپنی جا
نب سے تو اللہ تعالیٰ کویہ با ت اتنی پسندآئی کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جتنے
بھی اللہ کو ما ننے والے لو گ ہیں ان سب پر حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی یہ
سنت فرض کر دی جب کو ئی مسلمان حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی اس
سنت پر عمل کر کے قربانی کر تا ہے وہ گا ئے ہو ،اونٹ ہو ،بھنس ہو ،گھوڑا
ہو ،بکر ا ہو تو آپ یہ بتا ئیے اس کا کیا مطلب ہوا؟سوچ کے بتا ئیں کیا مطلب
ہوا ؟بھئی حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہو ئے قربا نی کر
دی تو اس کا کیا مطلب ہوا اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم نے وہ کام دو ہرا دیا جو
حضرت ابرا ہیم علیہ السلام نے کر کے دیکھا یعنی حضرت ابرا ہیم علیہ السلام ن

ہ جو با طنی زندگی کی اطلا ع کو عملاً مظا ہرہ کر کے دیکھا دنیا کے ہر فرد نے
جب قربا نی کی تو اس کا مطلب ہے اپنی با طنی زندگی کو متحرک کر دیا اور وہ
با طنی زندگی سے اتنا قریب ہو گیا جتنا قریب حضرت ابرا ہیم علیہ السلام
حضرت اسمائیل علیہ السلام ہو چکے ہیں اللہ کے اب لوگ یہ بھی کہتے ہیں آپ
نے سنا ہوگا پچھلے دنوں بڑی سنا ئی آرہی تھی کہ بھئی کتنے جا نور ذبح ہو جا تے
ہیں خون بہتا ہے گندگی ہو تی ہے غلا زت ہو تی ہے اس سے زیا دہ اچھا نہیں
ہے لوگ پیسے جمع کر کے غریبوں کو دیں خاماں خاں اتنی جانور کا ضائع ہوتا
ہے غریبوں کو پیسے دینے میں کو ئی غلط بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے خود ہی
فرما یا ہے غریبو نکا خیال کرو خیرات کرو لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت ابرا ہیم
علیہ السلام کی یہ طرز فکر جس طرز فکر میں حضرت ابرا ہیم علیہ السلام
کی با طنی زندگی کا برا ہ را ست تعلق ہے وہ قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہو
سکتاتو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ میں ایک تو قربانی کا تذکرہ کیا ہے، دو سرے ایثار
کا تذکر ہ کیا ہے تیسرے اللہ تعالیٰ نے ظا ہری اور با طنی زندگی کو سامنے رکھتے
ہو ئے باطنی زندگی کو وہی اہمیت دی ہے جو ظا ہرہ زندگی کی اہمیت ہے اگر
باطنی زندگی کی ظا ہرہ زندگی کے برابر اہمیت نہ ہو تی تو کہی تو یہ خیال
آتا یہ خواب کی بات ہے حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کے ذہن میں بھی یہ بات
نہیںآئی کہ یہ تو خواب کی بات ہے حضرت اسمائیل علیہ السلام کے ذہن میں
بھی یہ بطات نہیں آئی کہ یہ خواب کی بات ہے نہ صرف یہ ہے کہ یہ بات ذہن
میں نہیں آئی شیطان نیجب کو شش کی یہ ظا ہری اور باطنی زندگی کو گڈ مڈ
کر کے وہ حضرت اسمائیل علیہ السلام کی توجہ اس طرف کر دے کہ یہ خواب
کی زندگی الگ ہے اور بیدا ری کی زندگی الگ ہے تا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم
ہے یہ اس سے انحراف ہو جا ئے تو حضرت اسمائیل علیہ السلام نے شیطان نے
تین دفعہ بہکا یا اور تینوں دفعہ حضرت اسمائیل علیہ السلام نے اس کو قبول
نہیں کیا ہقبول نہ کر نے کامطلب یہی ہے کہ حضرت اسمائیل علیہ السلامبا
طنی زندگی کا اسی طرح مشا ہدہ رکھتے تھے جس طرح ظا ہری زندگی کا مشا
ہدہ رکھتے ہیں تو یہ قربانی کا جو فلسفہ ہے میری دانش میں تو یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے انسان کو یہ بتا یا ہے کہ ہر انسان اس دنیا میں آنے کے بعد مسلسل بلا
کسی تواقع کے دو زندگیوں میں سفر کر تا رہتا ہے ایک زندگی بیداری کی جس
میں ہم سب لوگ بیٹھتے ہیں با تیں کر رہے ہیں میں کچھ کہہ رہا ہوں آپ سن
رہے ہیں یہ تو ظاہرہ زندگی ہو ئی ایک با طنی زندگی ہے اب مثلاً میرے اندر
بات نہ ہو با طنی زندگی نہ ہو میں بول ہی نہیں سکتا آپ کے اندر با طنی
زندگی نہ ہو آپ سن نہیں سکتے مر دہ کو ئی مر دے سے بات تھوڑی کر تا ہے
اب ہم سب یہاں بیٹھے ہیں میری روح نکل جا ئے تو نہ میں کچھ کہوں گا نہ آپ
کچھ سنیں گے ،نہ میں آپ کو دیکھوں گا نہ آپ مجھے دیکھیں گے تو اصل زندگی
تو با طنی زندگی ہو ئی نہ جب تک آپ کے اندر ہما ری با طنی زندگی ہےیعنی
روح ہے تو ہم بول بھی رہے ہیں ہم سن بھی رہے ہیں اچھا جو بول رہا ہے اس

کہ اندر کہیں سے جہاں سے بھی ہے کو ئی خیال ہی نہ آئے تو وہ بو لے گا کیا اب
میں نے مثلاً آپ کے سامنے عرض کیا قربانی کا ذکر با طنی زندگی کا ذکر ظا ہری
زندگی کا ذکر اس کا مجھے خیال ہی نہ آئے تو میرے لفظ ہی نہیں بنے گے جہاں
سے میں بو لو گا ہاچھا چلئے مجھے خیال آگیا میری با طنی زندگی متحرک ہے آپ
کے اندر با طنی زندگی نہیں ہے تو آپ کے اندر سمات ہی ختم ہو ج ائے گی آپ
سنے گے ہی نہیں تو اصل زندگی انسان کی وہ ظا ہرے زندگی نہیں ہے اصل
زندگی انسان کی باطنی زندگی ہے اب جب ہم دنیا میں آئے تو کہی تو ہم تھے
نہ جہاں سے ہم آئے تو جہاں سے بھی ہم آئے وہ دنیا تو نہیں تھی یہی دنیا تھی
سب کہتے ہیں نہ عالم ارواح سے آئے جب ہم وہاں تھے تو یہاں آئے نہ اگر ہم
وہا ں کسی دنیا میں نہیں ہو تے تو یہاں پیدا کیسے ہو گئے پھر یہاں رہنے کے بعد
ساٹھ سال ستر سال جتنا کو بھی اللہ تعالیٰ زندہ رکھے سب کو صحت و تندو
ستی کے ساتھ زندہ رکھے تو یہاں سے جا نا بھی ہے ہمیں عذاب ثواب جزا
سزاسارا جو ہے ہمارا ہر مسلمان کا بلکہ ہر مذہب کا کو ئی بھی مذہب ہو
ہر مذہب کا عقیدہ یہ ہے کہ آدمی یہاں آتا ہے اعمال کر تا ہے جزا اور سزا
ملتی ہے تو سزا اور جزا کہاں ملتی ہے ؟دنیا میں ملتی ہے دنیا کے بعد کو ئی
عالم ہے وہاں ملتی ہے تو اب یہ اور مسئلہ سامنے کھڑا ہو گیا کہ جب پیدا ہو
ئے تو با طنی زندگی سے یہاں آئے یعنی رو حانی زندگی سے یہاں آئے مر ے جب
اس دنیا کو ظا ہر ی زندگی میں چھوڑ کر با طنی زندگی میں منتقل ہو گئے تو
اصل جو ہو ئی زندگی پیدا ئش سے پہلے کی زندگی وہ بھی رون حانی زندگی
ہے مر نے کے بعد کی زندگی وہ بھی روحانی زندگی ہے اس دنیا میں آنے کے بعد
خواب کی سو نے کی زندگی وہ بھی رو حانی زندگی ہے پھر جو کچھ ہم بو لتے
ہیں سو چتے ہیں کہی نہ کہی سے خیال آتا ہے اگر خیال نہ آئے تو آپ کچھ بھی
نہیں کر سکتے مثلاً ہم پا نی پیتے ہیں کب پیتے ہیں اس کا مطلب ہے کہیں سے
پا نی پینے کا خیا ل آتا ہے اگر پانی پینے کا خیال نہ آئے وہ تو ایک سال بھی پا نی
نہیں پئے گا یا پئے گا ؟یہ خیال کہاں سے آتا ہے ؟وہی با طنی زندگی سے جو چیز
ہمیں نظر نہیں آرہی وہی رو حا نی زندگی ہے ،غیب کی زندگی ہے با طن کی
زندگی ہے ہتو حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی قربانی کی سنت میں جب غورو
فکر کریں قرآن پاک میں تو اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما رہے ہیں حضرت ابرا ہیم
علیہ السلام کو باطنی زندگی میں جو حکم دیا گیا حضرت ابرا ہیم علیہ السلام نے
اس کو نظر اندا ز نہیں کیا اس کو رد نہیں کیا اس کو ظا ہری زندگی میں ظا
ہرے کر دیا عملی مظا ہرہ کر کے اب جب ہم قربانی کر یں گے تو ہم کیا کر تے
ہیں جی کو ئی آپ نے بکرا کیا تو آپ نے کیا کام کیا حضرت ابرا ہیم علیہ السلام
کا وہ طرز عمل جو اللہ تعالیٰ کے علوم سے انہوں نے قربانی میں پیش کر دیا ہم
نے اس کی نقل کی اب ایک دفعہ بیس دفعہ پچاس دفعہ جب ہم نقل کر تے ہیں
تو اس نقل کر نے سے اس نقل کے جو نقوش ہیں وہ ہمارے ذہن میںبن جا تے
ہیں اور جو نقوش ہما ر ے ذہن میں بن جا ئیں گے تو ہم آٹو میٹک اس پر عمل

کر نے پر مجبور ہو نگے مثلاً ایک بچہ آپ کے یہاں پیدا ہو گیا وہ ما د ی زبان
کیوں بولتا ہے وہ ہمارے یہاں پید اہوا ہم اردو بولتے یا سندھی بولتے ہیں یا
پنچابی بو لتے ہیں جو ہمارے ملک کی زبان ہے ہم وہ بو لتے ہیں وہ بچہ وہی
زبان کیوں بو لتا ہے جو ماں باپ بو لتے ہیں سنتا ہے نقل کر تا ہے اس نقل سے
اس کے اندر نقوش بنتے ہیں اور ان نقو ش کی بنیاد پر وہ وہی زبان بولتا ہے جو
ماں باپ بو لتے ہیں اس نقل کی بنیاد پر وہ اسی طرح بیٹھتا ہے اسی طرح بات
کر تا ہے اسی طرح سو تا ہے اسی طرح جا گتا ہے اسی طرح اس کا اخلام ہو تا
ہے جو والدین کا ہو تا ہے یعنی اگر آپ دیکھیں اگر والدین ماں باپ الجھے رہتے تو
بچہ بھی الجھے رہتے ماں با پ زور سے بو لتے ہیں تو بچہ بھی زور سے بو لتے
ہیں ماں باپ کے اندر حسن اخلاق ہے تو بچے کے اندر کو سیکھا ئے بغیر اس میں
حسن اخلا ق ہے تو جب حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی سنت پر ہم عمل کر
یں گے تو جتنا بھی اللہ تعالیٰ نے کہا جس پر قربانی فرض ہے وہ قربانی کر ے گا
جو قربا نی نہیں کر ے گا گو شت جو قربانی کا گو شت ہوگا اس کو شوق سے
کھا ئے گا حالانکہ گو شت کو ئی بظا ہر تو دیکھئے نے خون جمع ہوا ہو تا ہے ہم
رو ز کھا تے ہیں گو شت کو لیکن جب قربا نی کا گو شت تو بھئی یہ قربا نی کا
گو شت ہے کیا ہو گا؟فو راً حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی سنت کی طرف
ذہن جا ئے گا یا آپ اسے کھا ئیں گے چا ر دو ستوں میں بیٹھ کے خوش ہو نگے یہ
کھا ئو بھئی یہ قربا نی کا گو شت ہے قربا نی کا گو شت ہے تو جیسے جیسے بھی
اس سنت پر عمل ہو گااس کو دو ہرا یا جا ئے گا اسی منا سبت سے آپ کے اندر
با طنی زندگی کودیکھنے کی با طنی زن دگی کی ہدا یت حا صل کر نے کی غیب
کی دنیا سے تعلق قائم ہو نے کے نقوش آپ کے اندر بنتے چلے جا ئیں گے جب با
طنی ز ندگی کے نقوش آپ کے اندر بنتے چلے جا ئیں گے تو آپ کی وہی طرز فکر
ہو جا ئے گی جو انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کی ہے اس میں ایک بات غور
طلب یہ ہے کہ جتنے بھی پیغمر تشریف لا ئے آپ ان کی تعلیمات پڑھیں سب نے
یہی کہا ہے ہم کو ئی نئی بات نہیں کہہ رہے ہم تو وہی بات کہہ رہے ہیں جو
پہلے پیغمبر کہہ گئے انتہا ء یہ ہے خاتم النبیین محمد رسول اللہﷺ نے بھی یہ
فرمایا میں کو ئی نئی بات نہے کہہ رہا ہوں مین تو وہی بات دو ہرا رہا ہوں
جو میرے بھا ئی پیغمبر پہلے کہہ چکے ہیں اس کا کیا مطلب ہوا اس کا مطلب
ہوا کہ حضرت ابرا ہیم علیہ السلام سے لیکر حضور پاک ﷺ تک ایک طرز
فکرہے ،ایک طرز ہے ایک طرز ہے کسی پیغمبر نے یہ نہیں کہااللہ دو ہیں نا
اعوذ با اللہ...پیغمبر کی تعلیمات میں چوری جھوٹ بو لنا حق تلفی کر نا کو ئی
اچھا کام ہے نہیں جو پہلے پیغمبر نے حضرت آدم علیہ السلام کو جس چیز کو جو
اللہ کے ارشاد کے مطا بق گناہ کہہ دیا وہ رسول اللہ ﷺ تک گناہ ہے ہےاب اس کا
بھی یہی مطلب ہوا یہ تو قربا نی کمی بات ہو ئی اگر ہم جھوٹ نہیں بو لتے تو
اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی طرز فکر پر
عمل کر رہے ہیں ہمیں فا ئدہ اس لئے نہیں ہو تا کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہے

لیکن جب ایک آدمی جھوٹ نہیں بو لتا اور اس کے دل میں یہ بات ہو تی ہے کہ
میں جھوٹ نہیں بو لتا تو ایک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبروں نے منا فرمایا ہے کہ
جھوٹ نہ بو لو اور ایک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبروں سے اللہ تعالیٰ نے یہ فر ما یا
کہ جھوٹ بو لنا مجھے نا پسند ہے تو جب آپ جھوٹ نہیں بو لیں گے تو آپ کا ذہن
کس طرف جا ئے گا ہپیغمبران طرز فکر کی طرف جا ئے گا اور پیغمبرا ن طرز
فکر اس کے علا وہ کچھ نہیں ہے کہ اللہ کوجو کر تا ہے پیغمبر کر تا ہے اپنی
ذات سے وہ کچھ نہیں کر تا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا رسول اللہﷺ کے
متعلق کہ یہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کر تا میرے محبوب رسول اللہﷺ وہی کچھ
کر تے ہیں جو میں چا ہتا ہوں حضور قلندر بابااولیا ءؒ نے ایک بڑی عجیب بات
فرمائی آپ لوگ بھی بہت خوش ہونگے میں نے ان سے عرض کیا کہ حضور یہ
حضور پاکﷺنے جب بھی کچھ بھی فرما یا اللہ تعالیٰ سے وہ ہمیشہ پو را ہو ا او ر
اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہم سے ہمارے محبوب نے سجو کچھ بھی کہا ہم نے کر
دیا تو بڑی عجیب بات ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہﷺ کی کو ئی
بات کبھی نہیں کی اس میں کیا ہے تو انہوں نے کہا یہ تو بہت سیدھی سی بات
کہ جتنا حضور پاک ﷺاللہ کو جا نتے ہیں اتنا کو ئی نہیںجا نتا ظا ہر ہے کو ئی
نہیں جا نتا جتنی قربت اللہ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہﷺ کو عطا کی اتنی
کسی پیغمبر کو قربت عطا نہیں ہو ئی ہےہاں یہ بھی صیحح ہے جو را ض و نیاز
کیا اپنے محبوب بندے سے کسی اور پیغمبر کے با رے میں اللہ تعالیٰ نے نہیں فرما یا
یہ بھی صیحح ہے انہوں نے فرمایا بس بات یہی ہے کہ رسول اللہﷺ اللہ تعالیٰ
کے میزاج سے واقف ہیں ہانہیں یہ پتا ہے اللہ تعالیٰ کو کون سی چیزنہ پسند ہے
کو ن سی چیز قبول کر نے میں خوش ہو تے ہیںاور کو ن سی چیز قبول کر نے
میںنا خوش ہو تے ہیں ہلہذارسول اللہﷺ نے کبھی ایسی خواہش ہی نہیں کی
جو اللہ تعالیٰ کے لئے نا پسند ہو نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی بات پو ری فرما
دی ہاب دیکھئے اب یہ میزاج شنا سی کی بات لیکن اس میزاج شنا سی میں جب
آپ غو رو فکر کر یں گے تو آپ کو اللہ تعالیٰ سے قربت نظر آئے گی ہرسول
اللہﷺ کی جو قربت ہے اللہ تعالیٰ کی وہ نظر آئے گی آپ کو آپ کو میں نے
رسول اللہﷺ کتاب سیرت طیبہ پر لکھی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے آپ وہ
ضرور پڑھیں اس میں میں نے ان ہی با توں کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے
ہتا اکہ لوگوں کا ذہن رسو ل اللہ ﷺ کی طرف متو جہ ہو جب بار بار بار ذةن
متوجہ ہو جا تا ہے تو جس طرح ایک بچے کہتے ہیں ماں باپ کی طرز فکر کے
مطابق ہو جا تا ہے اسی طرح امت مسلمہ کا ذہن رسول اللہ ﷺ کے مطا بق ہو
جا تا ہے اور جب رسول اللہﷺ کی طرز فکر کے مطا بق مسلمانو ں کا ذہن ہو گا
تو کیا بنے گا ان کے اندر ایک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبرو ں کی طرز فکر منتقل ہو
گی ہیہ بات یہاں نہیں رو کتی کہ آپ نے رسول اللہﷺ کی سنت پر عمل کر لیا یہ
بات ایک لا کھ چو بیس ہزار پیغمبروں تک پھر یہ پیغمبروں کا جو سلسلہ ہے
پیغمبر تو بن نہیں سکتے پیغمبرکو ئی ریا ضت مجاہدے سے پیغمبری حاصل نہیں

ہوتی پیغمبر کو ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعام ہے انتخاب ہے تو
جب کسی بندے کے اندر انبیا ء علیہم الصلوٰ ة والسلام کی طرز فکر منتقل ہو
گئی تو پیغمبر تو وہ نہیں ہو سکتے لیکن انبیا ء کی صفت میں جاکر کھڑے ہ۰ہو
جا ئے کبو تر کبوتر میں بیٹھتا ہے کوا کوا میں بیٹھتاہے، بکر ی بکر ی میں بیٹھتی
ہے ،گا ے گا ئے میں بیٹھتی ہے ،بھنس بھنس میں بیٹھتی ہے کبھی آپ نے یہ نہیں
دیکھا ہو گا جناب ایک طرف بکر یاںبیٹھی ہوئیں ہیں د وسری طرف بھیڑیں بیٹھی
ہو ئی ہیں ، بھیڑ جا کر بکر ی میں بیٹھ گئی اور بکر ی جا کر بھیڑ میں کبھی
دیکھا آپ نے ایک باڑہ بھنسوں کا ہے ،ایک باڑہ گائے کا ہے دو نوں چر کے آرہی
ہیں کبھی آپ نے دیکھا ہے کبھی کوئی گا ئے بھنسوں میں گھس گئی ہو بھنس گا
ئے میں گھس گئی ہو ؟کیوں؟بھنس کی طرز فکر الگ ہے اورگائے کی طرز فکر
الگ ہے ،شیطان کی طرز فکر الگ ہے اوررحمانی کی طرز فکر الگ ہے، شیطانی
طرز فکرکا آدمی رحمانی طرز فکر میں داخل نہیں ہو سکتا ،رحمانی طرز فکرکا
آدمی شیطانی طرز فکر میں داخل نہیں ہو گا آج بھی ایسے لوگ موجد ہیں جو
اولیا ء اللہ کو بہت برا بھلاکہتے ہیںایک صاحب میرے پاس آئے وہ برا بھلا کہتے رہے
میں سنتا رہا میں نے کہا ایک بات مجھے سمجھا ئیں کہنے لگے ہاں جی میں نے
کہا جو کچھ بھی آپ نے وہ آپ جا نے اللہ جا نے ہو تے ہو نگے برے ہو تے ہو نگے
لیکن بھئی ہمارا تو تجربہ یہ ہے کہ ایک آدمی پر یشان ہے بد حال ہے وہ کسی
اللہ کے دو ست کے پاس گیا اس نے جا کر اپنا سارا دوکھڑاسنا یا رو یا دھو یا اس
اللہ کے بندے نے اس کی بات سنی سر پر ہاتھ رکھا کمر تھپکی پیا ر کیا اس کو
اس غم سے پر یشانی سے نکالا کہ ہاں جی یہ بات تو ہے جی تو میں نے کہا اس
نے کو ئی فیس لی آپ سے تو کہا فیس بھی کو ئی نہیں لی تو میں نے کہا بھئی
کھا نے کا وقت ہوا جو بھی اس کے پاس ہے دال رو ٹی سبزی جو بھی وہ بھی آپ
کو کھلا ئی ہاں جی کھلا ئی اور کہا جی ساتھ جا تے ہو ئے آپ کو ایک تعلق
بھجی لکھ کر دے دیا اس کا بھی کو ئی پیسہ نہیں لیاہاں یہ تو ہے تو میں نے کہا
بھئی اس سے زیادہ بد قسمت آدمی کو ن ہو سکتا ہے کہ وہ ہر کام تمہارا
مفت کر رہا ہے تم رو تے ہو ئے آئے ہو وہ تمہیں ہنستے ہو ئے بھیج رہاہے اور
تم اس کو گا لیاں دے رہے ہو۔تو آپ کسی بھی اللہ والے کے پاس ہوں چا ہئے وہ
بناوٹی اللہ والا ہو وہ بھی آپ کی بات سنے گا ۔آپ کسی ڈاکٹر کو اپنی بات سنا
دیں چار سو رو پے فیس کے علاوہ وہ بات ہی نہیں کر ے گا ۔اور دوسری بات یہ
ہے کہ آپ بات کہپے چکے جا تے ہیں ڈاکٹر کا اپنا ٹائم ہے وہ ٹائم کی بھی پابندی
کر تے ہیں کیوں ...یہ کیوں ہے ...کیوں ہے ؟طرز فکر ہے شیطانی طرز فکر کا
آدمی رحمانی طرز فکر میں لوگوں کے ساتھ نہیں گھس سکتا اگر وہ آبھی جا ئے
گا تو بھاگے گا ہمارے یہاں مرا قبہ ہال آپ نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو
خوش رکھے اوراس کا فیض اور جا ری ہے ہم دیکھتے ہیں یہاں لوگ آتے ہیں
اوہو کتنا سناٹا ہے کیسی گھبراٹ ہے بھا گو واپس اور زیادہ تر لوگ ایسے آتے ہیں
کیسے پر سکون جگہ ہے ایسا لگتا ہے جیسے کو ئی جنت کا ٹکڑا ہے کو ئی یہ

بھی کہتے ہیں کیوں کہتے ہیں لوگ ؟طرزِ فکر الگ ہے تو جب ہم انبیا ء علیہم
الصلوٰ ۃو السلام کی سنتوں پر ان کی زندگی پر عمل کر تے ہیں تو اس عمل کے
مسلسل کر نے سے ہمارے اندر وہ نقوش بن جا تے ہیں جو انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃ
والسلام سے متعلق ہیں اور ہم انبیا ء کی صفت میں جا کر کھڑے ہو جا تے ہیں ۔
حضور قلندر باباولیا ء نے مجھ سے فرمایا میرے مر نے کے بعد حساب کتاب کی
بات ہو رہی تھی میں نے پوچھا کہ جنت دو زخ کاکیا مسئلہ ہے ؟اللہ تعالیٰ نے
اپنے لئے غفورو رحیم فرمایا ستا رالعیوب فرمایا غفا روزنوب فرمایا جو اتنا اللہ
رحیم ہے کریم ہے ستر مائوں سے زیادہ محبت کر نے والا ہے اس دنیا میں ہم
دیکھتے ہیں ہر خطاء معاف ہر خطاء معاف وی ہمیں دو زخ میں کیسے ڈالے گا
تو انہوں نے کہا اللہ تو ڈالے گا دو زخ میں میں نے کہا دوزخ تو اللہ نے بنا ئی ہو
ئی ہے تو انہو ںنے فرما یا کہ یوم حشر ہو گا یوم حشر ہو گا دنیا ہو گی تعداد تو
ہو نہیں سکتی ارب ہو تو اللہ تعالیٰ یہ فرما ئیں گے ہم نے تمہارے پا س پیغمبر
بھیج دئے کتا بیں بھیج دی اور اولیا ء اللہ بھیج دئیے انہوں نے تمہیں نصیحت کی تم
نے انہیں نہیں مانا اب لوگ رو ئے گے اجزی انکساری کے ساتھ توبہ استغفار کر یں
گے تو اللہ تعالیٰ کہیں گے چلو جا ئو تو حضور فرما تے ہیں وہاں شیطانی طرز
فکر کے لوگ بھی ہو نگے اور انبیا ء بھی ایک طرف کھڑے ہو ئے ہو نگے تو جو
جس طرز کا بندہ ہوگا وہ خود اس صفوں میں جا کر کھڑا ہو جا ئے گا ۔اللہ میا
ں نہیں کہیں گے دو زخ میں جا ئو اب جب وہ پیغمبر جنت کی طرف چلے گئے تو
پیغمبران طرز فکر سارے کے سارے جنت میں داخل ہو جا ئیں گے ،شیطانی طرز
فکر کے لوگ ظا ہر ہے وہ دو زخ میں چلے جا ئیں گے اس کے پیچھے جو ہوں گے
وہ دو زخ میں چلے جا ئیں گے اللہ نے کسی کو دو زک میں ڈالے گا نہ یہ کہے
گاجنت میں جا ئو نہ یہ کہے گا دوزخ میں جا ئو بات طرز فکر کی ہے رسول
اللہﷺ نے فرمایا ہر آدمی اپنی دو زخ اپنی جنت اپنے ساتھ لئے پھر تا ہے ۔کیا
مطلب ہوا طرز فکر اگر دو زخی ہے تو آدمی دوزخ میں جا ئے گا ۔طرز فکر
اگرانبیا ء کی طرز فکر ہے تو آدمی اس دنیا میں بھی جنت میں ہے مر نے کے بعد
بھی جنت میں ہے پھر میں نے پو چھا میں نے کہا حضور یہ رسول اللہﷺ یہ نے بھی
فرمایا ایک وقت ایسا آئے گا دو زخ کی آگ ٹھنڈی ہو جا ئے گی اس کا کیا مفہوم
ہے فرما نے لگے بھئی جب دوزخ میں لوگ جا ئیں گے جا ئیں گے خود ہی اللہ نہیں
بھیجے گاخود ہی جا ئیں گے تو وہاں وہ رو ئے گے شور شرا بہ ہو گا ظا ہر ہے
تکلیف دو زخ کی جو بھی ہو گی یہاں ذرا سی تکلیف میں کتنا شور مچ جا تا ہے
بہت ہی زیادہ جب شور ہو گا اور لوگ رو ئے گے اور گڑ گڑ ائیں گے تکلیف میں
کرا ئیں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پو چھے گا یہ کیسا شور ہے تو فرشتے کہیں
گے اے باری تعالیٰ آپ کے بندے ہیقصور ہوا اب رو رہے ہیں معافیاں معانگ رہے
ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ان کے پاس پیغمبر نہیں بھیجے تھے کیا ان کے
پاس اولیا ء اللہ نہیں بھیجے تھے کیا ان کو اچھا ئی اور برا ئی کا درس نہیں دے دیا
تھا تو فرشتے کہیں گے یا اللہ یہ سب کچھ صیحح ہے لیکن یہ کمزور ہیں آپ کے

بندے ہیں بہت پر یشان ہیں حضور فرما تے ہیں پھر بھی اللہ یہ نہیں کہے گا
انہیں دو زخ سے نکالو اللہ میاں کہے گا ان سے کہو چپ ہو جا ئیں خاموش ہو
جا ئیں خاموش ہو نے کا مطلب ہے آٹومیٹک جنت مل جا ئے گی بھئی تکلیف سے
کیسے خامو ش ہو گا آدمی اللہ میاں کہے گا ان سے کہو شور نہ مچا ئیں
خاموش ہو جا ئیں اتنا ا نہیں سمجھا یا تھا اتنا انہیں کیا تھا اب رو رہے ہیں بس
ٹھیک ہے کہنے لگے جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا خاموش ہو جا ئیں اسی وقت
ان کی منتقلی جنت میں ہو جا ئے گی اور دوزک کی آگ ٹھنڈی ہو جا ئے گی تو
بات وہی ہے آپ لوگ اس بات کو ذہن نشین کر یں کہ سارا کھیل طرز فکرکا
ہے رحمانی طرز فکر شیطانی طرز فکر نوع انسانی کا علمیا ء یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے اپنی طرزفکر منتقل کر نے کے لئے ایک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبر بھیجے
محبوب ترین بندے بھیجے لیکن نوع انسانی نے ا یک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبر کی
بات نہیں مانیایک شیطان کے پیچھے لگ گئے سب اب شیطان تو ظاہر ہے شیطان
ہے مردود ہے رندادرگاہ ہے۔ ایک آدمی چوری کر لیتا ہے اس چور کو آپ اپنے گھر
میں ہمدردی سے چھپالیں آپ کیا مجرم نہیں ہو جا ئیں گے ۔حالانکہ چو ری آپ
نے نہیں کی انسانی ہمدردی بھی کی لیکن چو نکہ آپ نے معا ونت کی چوری میں
قانون آپ کو پکڑلے گا یہی اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے جب آپ شیطان کے ساتھ
معاونت کر یں گے اس کے ساتھ تعاون کر یں گے اس کی طرز فکر اپنا کر خوش
ہو نگے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزادی دے دی آپ نے
کہا شیطان کی طرف چلے جا ئیں انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃ والسلام توانبیا ء علیہم
الصلوٰ ۃ والسلام کی سنت پر رعمل کر نا ، انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کی
تعلیمات پر عمل کر نادراصل انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کی طرز فکرکو اپنے
اندر منتقل کر نا آتا ہو ۔اب یہ مرا قبہ بھی انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کی
طرز فکر ہے مرا قبہ کا مطلب ہے اللہ کی نشانیوں میں غورو فکر کر نا تو سب
سے پہلے حضرت ابرا ہیم علیہ السلام نے اللہ کی نشا نیوں پر غورو فکر کیا کہ
یہ ستا رہ خدا ہیں ،یہ چاند خدا ہیں ،یہ سورج خد ا ہے تو انہوں نے کہا
نہیںگھٹنے بڑھنے چھنے والا خدا نہیں ہو سکتا یہ سارا غوروفکر مرا قبہ ہے …
سیدنا حضور الصلوٰ ۃ والسلام نے غار حرا میں مراقبہ کیا ساتھ سال تک اب وہ
مرا قبہ جب ہم کر تے ہیں تو کیا کر تے ہیں سیدنا حضور الصلوٰ ۃ والسلام کی
اس سنت پر عمل کر تے ہیں جو انہوں نے عارضی طور پر دنیا کو چھوڑ کر اللہ
کی نشا نیوں میں وقت لگا یا نماز کیا ہے نماز بھی مرا قبہ ہی ہے اس کا مطلب
یہ نہیں ہے کہ مرا قبہ کا مطلب ہے نماز نہ پڑھو مراقبہ کا مطلب ہے غورو فکر
کرنا رسول اللہﷺ نے اپنی امت کے لئے پا نچ وقت کی نماز فرض کر دی گئی تا کہ
امت پا نچ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جا ئے پانچ وقت اللہ تعالیٰ کی
طرف متوجہ ہو کر اپناذہن اللہ کی تلاش میں لگا ئے یہی سب مرا قبہ ہے
مراقبہ کا مطلب یہ نہیں ہے آپے سب آنکھیں بند کر کے بیٹھ جا ئیں اللہ کو
دیکھیں یہ بھی ایک طریقہ ہے جب آپ اوقات میں ہوں تب بھی اللہ کو دیکھنے

کی کوشش کر یں۔ جب آپ نمازمیں ہوں تب بھی اللہ کو دیکھنے کی کوشش کر
یں جس بندے کو اللہ نے نماز پڑھنے کی تو فیق عطا فر ما دی اللہ تعالیٰ سب کو
تو فیق دے تو آدھا کام اس کا ہو گیا بھئی وضو اس نے کر لیا پاک صاف وہ ہو گیا
مسلح پر وہ کھڑا ہو گیا ۔اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا اللہ واکبر کہہ کر اس نے
ساری دنیا کو نفی کر دی اب اتنا سا کام اور ہے کہ جب نماز پڑھیں اس کو خیا لا
ت آئیں تو آنے دیں وہ اپنا دھیان نماز کی طرف لگا ئے رکھے کہ اللہ میرے سامنے
ہے میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں، اللہ میرے سامنے ہے میں اللہ کے سامنے کھڑا
ہوں،میں اللہ کے سامنے رکوع میں ہوں اللہ میرے سامنے ہے میں سجدہ میں تو
پھر دیکھئے ساری کی ساری نماز آپ کی مرتبہ احسان ہو گئی لیکن آپ خیالات
میں گم رہیں اور اس بات کی کو شش نہ کر یں کہ میں اللہ کے سامنے ہوں تو
اس کا مطلب ہے کہ آپ نے خود کی نماز کی جو معانویت اور حکمت تھی اس کو
پورا نہیں کیا ان لوگوں کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے
اپنے حضور کھڑے ہو نے کی تو فیق عطا فر ما دی اس لئے کہ ان کے لئے بہت
آسان ہے پاک وہ ہو گئے صاف وہ ہو گئے وضو انہو ں نے کر لیا ،کپڑے ان کے
صاف ستھرے ہیں مسجد میں وہ اللہ کے گھر میں چلے گئے یا اپنے گھر میں کھڑے
ہو گئے اللہ و اکبر کہہ کر نیت باندھ لی اب اتنا سا تو کام ہے بس یہ سوچنا ہے
کہ اللہ سامنے ہے ،اللہ سامنے ہے، اللہ سامنے ہے ،اللہ سامنے ہے تو یہ ساری
نماز جو آپ کی اللہ کے لئے ہو گئی اور مسلسل پریکٹس کر نے سے جب آپ
مسلسل اس بات کی پریکٹس کر یں گے کہ اللہ میرے سامنے ہے بھئی اللہ کب
تک سامنے نہیں آئے گا اللہ تو آپ کے اندر ہے وفی انفسکون ...اللہ تعالیٰ فرما تے
ہیں میں تمہا رے اندر ہوں تم ہی مجھے نہیں دیکھتے اس کا مطلب یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے دیکھو میں تمہارے اندر ہو ں تو نماز کا بھی یہی ہے
جب اللہ تعالیٰ نماز کی تو فیق عطا فرما ئے تو نماز میں تو خیالات آئیں گے ہی
اس کی پرواہ نہ کر یں اہمیت نہ کر یں اسے رد نہ رکریں اس لئے رد کر یں گے
اور آئیں گے آپ بار بار اس بات کو دو ہرا ئیں میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔
پھر کو ئی خیال آیا گھر میں بچے رو رہے ہیں آنے دو میںتو اللہ کے سامنے کھڑا ہوا
ہوں،انہوں نے کہا بیوی نار اض ہو گی ہو نے دو میںتو اللہ کے سامنے کھڑا
ہوں ،وہ مالک نو کری سے نکال دے گا نکالنے دو میںتو اللہ کے سامنے کھڑا
ہوںبھئی کب تک پریکٹس میں کا میاب نہیں ہو نگے آپ لیکن اس پر یکٹس کو
کریں تو صیحح او ر جب یہ پریکٹس کریں گے اس کا فا ئدہ انشا اللہ آپ کے
سامنے آجا ئے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیغمبروں کی طرز فکر پر چلنے کی توفیق
عطا فرما ئے اور شیطانی طرزفکر سے ہمیں محفوظ رکھے اور ہمیں اس بات
کی جدو جہد کر نے کی تو فیق عطا فرما ئے کہ انبیا ء کی جو سنت ہیں انبیاء کی
جو تعلیمات ہیں قرآن پاک کی جو تعلیمات ہیں ان کو صرف یہی نہیں کہ پڑھیں
ان کو بار بارذہن میں دوہرا ئیں بار بار ذہن میں دو ہرائیں دوہرا نے سے چیز یاد
بھی ہو جا تی ہے اور دوہرا نے سے آدمی جو ہے اس نے اندر اتنے گہرے نقوش ہو

جا تے ہیں کہ وہ بغیر ارادے کے بھی وہی کر تا ہے جو اس کے اندر نقوش منتقل
ہوتے ہیں ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 104

Track 2

Time 14:30

۲۔حقوق العباد کیا ہیں ؟

یہی کہ شیطان کا سب سے بڑا مشن یہ ہے کہ وہ آدمی کو نا خوش کر دیتا ہے
اور جب آدمی نا خوش ہو جا تا ہے تو اس کی دنیا وی زندگی ہو یا آخرت کی
زندگی ہو دو نوںنا کام ہو جا تی ہیں ۔اس لئے کہ نا خوش آدمی جو ہے وہ تو
گھر کے مسائل بھی حل نہیں کر سکتا تو آخرت کے مسائل کہاں سے حل کر ے
گا۔اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں دو گنا ہ معاف نہیں کر تا ایک یہ کہ اللہ
کے ساتھ کسی کو شریک ٹہرا یا جا ئے اور دو سرا یہ کہ لوگوں کی حق تلفی کی
جا ئے دو گنا ہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں کر تے ایک حقوق العباد یعنی لوگوں کی حق
تلفی او ر دو سر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹہرا نایعنی اللہ کے معاملات کو دو
سروں کے منصوب کر نا یعنی اللہ کے اوپر جتنا بندوں کا یقین ہو نا چا ہئے وہ
یقین نہ ہوظاہر ہے جب معبود کے اوپر رب کے اوپر یقین نہیں ہوگا تو اس بے
یقینی کے نتیجے میں نظر دوسری طرف جا ئے گی اس سے بھی اللہ تعالیٰ نا
خوش ہو تے ہیںاور وہ شرک کے دائرے میں آجا تا ہے حقوق العباد کا جہاں تک
تعلق ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطا بق جو کچھ تم اپنے لئے چا ہو
وہی دو سروں کے لئے چا ہو جو چیز تم اپنے لئے نہ پسند کرو دوسروں کے لئے
بھی نا پسند کرو اور حقوق العباد یہ ہے کہ آپ کی زبان سے آپ کئے طرز عمل
سے کسی کی دل عزاری نہ کسی کو دوکھ نہ پہنچے خصوصاًخواتین میں یہ
بیماری زیادہ ہے مردوں میں بھی ہے لیکن خواتین میں زیادہ ہے کہ جب وہ
سکی جگہ اکھٹی ہو تی ہیں تو وہ خاندانی مسئلے مسائل زیر بحث آتے ہیں اور
وہ خاندانی مسئلے مسائل معا ملات مییہ ہو تا ہے کہ لوگوں کی برا ئی ہوتی
ہے وہ ایسا ہے اس نے یہ کہہ دیا اس نے یہ کہہ دیا تو یہ جو بغیر تصدیق کے
کسی کو برا سمجھنا ، کسی کو برا کہنا یا کسی کے لئے اپنے دل میں شک اور
وسوسے رکھنا یہ بھی حق تلفی کے دائرے میں آتا ہے یہ بات بہت زیادہ غور طلب

ہے کہ شرک اور حق تلفی دو نوں برابر کے گناہ ہیں یہ بات خاص طور سے آپ
سب لوگ یاد رکھیکہ حق تلفی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا نا
دونو ں شرک کے برابر ہے اب حق تلفی یہ ہے ہم دو سروں کی حق تلفی کر یں
مثلاً شوہر کو چا ہئے کہ وہ بیوی کے حقوق پو رے کر ے ، بیوی کو چا ہئے کہ وہ
شوہر کے حقوق پو رے کر ے ،والدین کو چا ہئے کہ وہ اولاد کے حقوق پو رے کر
ے ، اولاد کو چا ہئے کہ وہ والدین کے حقوق پو رے کر ے ،اسی طرپڑوسیوں میں یہ
جذبہ ہو نا چا ہئے کہ ایک پڑوسی دو سرے پڑوسی کے حقوق کو قصد نہ ہو نہ
دے اور ان کا جو بھی خیال رکھ سکے ان کا خیال رکھے یہ حق تلفی جو ہے یہ اپنی
ذات سے ہٹ کر حق تلفی ہے یہی بات جو روحانی نقطہ نظر سے بہت اہم ہے
اور میرا خیال ہے میری بہنوں نے میری بیٹیوں نے کبھی یہ بات سنی نہیں ہو گی
کہ انسان اپنی ذات کی بھی حق تلفی کر تا ہے یہ تو حق تلفی ہو ئی نہ والدین
کی خدمت نہیں کی یا والدین کے حقوق پو رے نہیں کئے یا والدین نے اولاد کے
حقوق پو رے نہیں کئے یااولاد نے والدین کے حقوق پو رے نہیں کئے یا بیوی نے شوہر
کے حقوق پو رے نہیں کئے شوہر بیوی نے ایک دوسرے کے حقوق پو رے نہیں کئے یہ
تو حق تلفی ایک دو سرے کی ہو ئی ایک حق تلفی یہ ہے انسان اپنی ذات کی حق
تلفی کر تا ہے وہ انسان کی حق تلفی یہ ہے اللہ تعالیٰ نے نہایت محبت کے ساتھ
بہت زیادہ شفقت کے ساتھ ہمیں پیدا کیا اور پیدا ئش کے بعد ہماری حفاظت کی
ہماری پر وارش کی اور ہمیں ایک جیتی جا گتی خوبصورت تصویر بنا دی اب جتنا
ہم سب لوگ بیٹھے ہو ئے ہیں ظاہر ہے یہ اللہ کی بنا ئی ہو ئی تصویر ہے
انسان اگر اپنی رو ح سے واقف نہ ہو تو یہ اس کی اپنی ذات کی حق تلفی ہے
آدمی چلتا پھر تا ہے کھا تا پیتا ہے اسی وقت تک جب تک آدمی کے اندر روح ہوتی
ہے جب انسان کے اندر سے روح نکل جا تی ہے تصویر پو ری طرح موجود ہے
لیکن نہ آدمی چلتا ہے ،نہ پھر تا ہے، نہ کھا نا کھا سکتا ہے ،نہ بات کر سکتا ہے
اگر کو ئی آدمی چوٹ ما رے تو اسے چوٹ کا کو ئی احساس ہی نہیں ہو تا اس
کا مطلب یہ ہوا اصل تصویر جو ہے وہ ہامری روح ہے جس روح کی بنیاد پر یہ
جسمانی تصویر ہے اس کی ِمثال حضور قلندربابااولیا ء   اس طرح دیتے ہیں کہ
ہم ایک تصویر ہیں ایک جسم ہیں اس جسم میں ہاتھ پیر گر دن آنکھیں سب
ہیں ہم اس جسم کی حفاظت کے لئے ایک لباس پہنتے ہیں مثلاً اون کا لباس
لیلون کا لبا س ،ریشم کا لباس ایک لباس بنا تے ہیں اس جسم کی حفاظت کے
لئے اب اس کو یوں سمجھیں آپ کے قمیض شلوا ر اور دوپٹہ یہ لباس ہے اس
لباس کا مطلب ہے شلوار قمیض اور دو پٹہ اب دیکھئے آپ قمیض جب تک جسم
کے ا وپر ہے اس وقت تک قمیض کے اندر حرکت ہے لیکن اگر آپ قمیض شلوار
اور دوپٹہ چا ر پا ئی پر اس طرح رکھ دیں جس طرح ایک آدمی کولباس پہنا یا جا
تا ہے اور اس لباس سے آپ یہ کہے کہ بھئی آستین ہل تو آستین نہیں ہلے گی
کیوں نہیں ہلے گی اس ل؛ئے نہیں ہلکے گی آستین کی حر کت تا بعے ہیں جسم
کے ہا تھ جب تک آستین اس ہاتھ کے اوپر موجود ہے ہاتھ ہلے گا آستین ہلے گی

اب اگر یہ آستین ہم یہا ں اس فرش پر لیٹا دیں اس کو اور اس سے یہ کہیں کہ
تو ہل تو آستین نہیں ہلے گی اسی صورت سے جب ہم لا ش کو دیکھتے ہیں ایک
مر ے ہو ئے آدمی کو دیکھتے ہیں تو اس کو اگر ہم کہیں کہ بھئی تو اٹھ کر بیٹھ جا
وہی اٹھ کر نہیں بیٹھی گی ۔کیوں نہیں اٹھ کر بیٹھے گا اس لئے نہیں بیٹھے گا اٹھ
کہ جس چیز کا لباس ہے جسم اس چیز نے اس سے رشتہ توڑ دیا مطلب یہ ہو ا
یہ مادی جسم یہ گو شت پوست کا جسم ،یہ ہڈیوں کا ڈھا نچہ ،یہ کھا ل یہ
جسم ہے روح کایہ مثال آپ سامنے رکھئے اس کی قمیض کی تو اگر روح اس
لباس سے گو شت پو ست کے لباس سے اپنا رشتہ منقطع کر لے تو اس جسم کی
حیثیت وہی ہو جا ئے گی جو چا ر پا ئی پر پڑی ہو ئی قمیض اور شلوار کی ہے
اس دلیل سے اس حکمت سے یہ بات ثابت ہو ئی کہ اصل انسان وہ مر د
ہو ،عورت ہو، بچہ ہو، جوان ہو، بوڑھا ہو گو شت پو ست کا جسم نہیں ہے
روح ہے تو اللہ تعالیٰ یہ چا ہتے ہیں انسان اپنی حق تلفی نہ کرے اور حق تلفی
اس طرح نہ کر ے کہ وہ اس جسم کو گو شت پو ست کے جسم کو جس کے اوپر
موت وارد ہو نے والی ہے جو فنا ہو نے والا ہے جو مٹی میں جا کر سڑک کر مٹی
بن جا نا ہے جس اس کو اصل نہ سمجھیں اصل سمجھیں روح کو اور جب آپ
روح کو اصل سمجھیں گے تو ثظا ہر ہے اب آپ کی تلاش ہو گی بھئی یہ گو شت
پوست تو ہمارا اصل جسم ن ہیں ہے یہ تو روح کا لبا س ہے لبا س بدلتا رہتا
ہے ،لبا س بدلتا رہتا ہے اسی طرح جسم بھی بدلتا رہتا ہے وہ کس طر ح بدلتا
ہے بچہ پیدا ہو ابچہ ہر رو ز نیا بچہ پیدا ہوتا ہے ۔ ایک دن کا بچہ ،دس دن کا
بچہ سال بھر کا بچہ ،پا نچ سال کا بچہ ،پندرہ سولہ سال کا جوان بچہ ،جوان
آدمی بو ڑھا آدمی بن جا تا ہے تو آپ دیکھئے نقش و نگا ر بھی بدل جا تے ہیں ۔
اور جسم بھی بدل جا تا ہے با لکل ا س طرح جس طرح ہم ییہ قمیض پہنتے ہیں
اور رو زانہ اس کو اتار کر قمیض او ر شلوار پہنتے ہیں اسی طر رو ح بھی ایک
تسلسل کے ساتھ ایک قانون او ر ضابطے کے ساتھ اپنا یہ مادی گو شت پو ست کا
جسم بدلتا ہے اور یہ بدلنا ہی ارتقاء ہے یہ بدلنا ہی نشو ونما ہے ،یہ بدلنا ہی
بچپن سے لڑکپن لڑکپن سے جوانی او جوانی سے بوڑھا اور بوڑھا پے سے مر نا تو
اللہ تعالیٰ یہ چا ہتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے روح کے ساتھ پیدا کیا اور یہ
گو شت پو ست کا جسم جو ہے روح کا لباس ہے انسا ن اگر اپنی ذات کو اپنی
اصل کو اپنی روح کو اگر نہیں پہنچانتا نہیں جانتا تو وہ اپنی حق تلفی کر تا ہے
تو حقوق العباد یہ ہو ئے ایک یہ کہ انسان کسی کی دل عزاری نہ کر ے جتنا
جس کے کام آنا ہے کام آجا ئے انسان دو سروں کے اوپر خاماخاں شک اور شوبہ
نہ کر ے بغیر تصدیق کے کسی بات کا فیصلہ نہ کرے کہ وہ آدمی برا ہے اس نے
ایسا کر دیا اس نے ایسا کر دیا آج کل عام طور سے خواتین میں بہت زیادہ ہے جا
دو جا چکر بہت چلا ہے اس نے جا دو کر دیا نند نے جا دو کر دیا سانس نے جا دو
کر دیا بہو نے جا دو کر دیا فلا ح کر دیا جا دو تو رکھ ہے بات یہ ہے
کہ اس بات کی کسی طرح تصدیق نہیں ہے تصدیق اگر ہو تی تو آدمی عقل والا

ہو تا لیکن چوں کہ اس بات کی تصدیق نہیں ہو ئی کہ نند نے جا دو کر دیایا
سانس نے جا دو کر دیا بہو نے جا دو کر داگر کو ئی آدمی اس بات کو دوہرا تا ہے
کہ اس نے جا دو کر دیا ااور اس نے اس کو پوری طرح تصدیق نہیں ہے تو یہ حق
تلفی ہے اور یہ گناہ شرک کہلا تا ہے اگر جا دو کی تصدیق ہو جا ئے تو آپ کا
کہنا صیحح ہے پھر اس کا علاج بھی ہو تا ہے لیکن جب تک اس بات کی تصدیق
نہ ہو اس وقت تک کس آدمی کو یہ کہنا کہ اس نے یہ کر دیا وہ کر دیا یہ اس
آدمی کے اوپر الزام ہے اور الزام جو ہے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کر تے اور یہ حق
تلفی ہے تیسری صورت یہ ہے کہ چار خواتین چار مرد بیٹھتے ہیں وہ ایک دو
سرے کی برا ئی کر تے ہیں ۔اختتام۔

.